''غور کرنے والے کو اِس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں پیش آسکتی کہ خدا کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت عقل ہے اور عقل سے بھی بڑی نعمت قرآن ہے، اِس لیے کہ عقل کو بھی حقیقی رہنمائی قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو تو عقل سائنس کی ساری دوربینیں اور خردبینیں لگا کر بھی اندھیرے میں بھٹکتی رہتی ہے۔ اِس وجہ سے جس مہینے میں دنیا کو یہ نعمت ملی، وہ سزاوار تھا کہ وہ خدا کی تکبیر اور اُس کی شکرگزاری کا خاص مہینا ٹھیرا دیا جائے تاکہ اِس نعمت عظمیٰ کی قدروعظمت کا اعتراف ہمیشہ ہمیشہ ہوتا رہے۔ اِس شکرگزاری اور تکبیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے روزوں کی عبادت مقرر فرمائی جو اُس تقویٰ کی تربیت کی خاص عبادت ہے جس پر تمام دین وشریعت کے قیام وبقا کا انحصار ہے، اور جس کے حاملین ہی کے لیے درحقیقت قرآن ہدایت بن کر نازل ہوا ہے۔ ... گویا اِس حکمت قرآنی کی ترتیب یوں ہوئی کہ قرآن حکیم کا حقیقی فیض صرف اُن لوگوں کے لیے خاص ہے جن کے اندر تقویٰ کی روح ہو اور اِس تقویٰ کی تربیت کا خاص ذریعہ روزے کی عبادت ہے۔ اِس وجہ سے رب کریم وحکیم نے اِس مہینے کو روزوں کے لیے خاص فرما دیا جس میں قرآن کا نزول ہوا۔ دوسرے لفظوں میں اِس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن اِس دنیا کے لیے بہار ہے اور رمضان کا مہینا موسم بہار اور یہ موسم بہار جس فصل کو نشوونما بخشتا ہے، وہ تقویٰ کی فصل ہے۔'' (تدبرقرآن ۱/۴۵۱)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

—— جاوید احمد غامدی

سورۂ توبہ میں 'الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَکُمۡ مِّنَ الۡکُفَّارِ' سے مراد

سورۂ توبہ کی آیت کے الفاظ 'الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَکُمۡ مِّنَ الۡکُفَّارِ' سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس کے جواب میں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور جناب جاوید احمد غامدی، تینوں ان سے 'منافقین' مراد لیتے ہیں۔ مولانا مودودی کی حد تک تو اُن کی بات بالکل درست ہے، مگر اصلاحی صاحب اور غامدی صاحب کے حوالے سے درست نہیں ہے۔ دونوں علما کے تراجم اور تفاسیر اس غلط فہمی کی واضح تردید کر رہے ہیں۔

مولانا اصلاحی کا ترجمہ یہ ہے:

''اے ایمان والو، تمھارے گردوپیش جو کفار ہیں، ان سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تمھارے رویہ میں سختی محسوس کریں اور

جان رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔‘‘

غامدی صاحب نے یہ ترجمہ کیا ہے:

’’ایمان والو، (اِن تنبیہات کے بعد اب نکلو اور جس طرح کہ پیچھے حکم دیا گیا ہے کہ)، اپنے گردوپیش کے منکروں سے جنگ کرو، اور چاہیے کہ وہ تمھارے اندر سختی پائیں، تم جان لو کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرنے والے ہوں۔‘‘

مولانا اصلاحی کی تفسیر یہ ہے:

’’یہ آیت پوری سورہ کے اصل مضمون کا خلاصہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا، کفار ومشرکین پر اتمام حجت ہو چکنے کے بعد ان سے اعلان براءت اور ان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ آیات ۲۳-۲۴ کے تحت یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ منافقین اپنے پاس پڑوس کے کفار ومشرکین سے عزیزانہ و دوستانہ روابط اور دوسرے کاروباری مفادات وابستہ رکھنے کے سبب سے، اس بات کے لیے تیار نہیں تھے کہ ان سے جنگ کریں یا اپنے تعلقات ان سے یک قلم ختم کر لیں۔ ان کی اس منافقت کی اچھی طرح قلعی کھولنے اور ایمان، تقویٰ اور صداقت کے حقیقی مقتضیات تفصیل سے واضح کر دینے کے بعد اب یہ دین کا اصل مطالبہ ان کے سامنے پھر رکھ دیا گیا ہے۔ خطاب اگرچہ عام ہے، لیکن قرینہ پتا دے رہا ہے کہ روے سخن انھی کی طرف ہے۔ فرمایا کہ 'قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ الۡكُفَّارِ'، یعنی جو کفار تمھارے پاس پڑوس اور گردوپیش میں ہیں، ان سے جنگ کرو۔ گردوپیش کے کفار جس طرح تمھاری دعوت ایمان وہدایت کے سب سے زیادہ حق دار تھے، اسی طرح اب، اللہ اور رسول کی طرف سے اتمام حجت اور اعلان جنگ کے بعد، تمھاری تلواروں کے بھی سب سے زیادہ سزاوار یہی ہیں، جو لوگ قرابت داری، دوستی اور اپنے دنیوی مفاد کی خاطر ان کے معاملے میں مداہنت برتیں گے، وہ جیسا کہ آیت ۲۳ میں فرمایا ہے، اپنی جانوں پر سب سے زیادہ ظلم ڈھانے والے ٹھیریں گے اور انھی کے لیے آیت ۲۴ میں یہ وعید ہے کہ تم انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے باب میں اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔ یہ حقیقت ایک سے زیادہ مقامات میں واضح کی جا چکی ہے کہ ایمان واخلاص کی اصل روح اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب اس کی خاطر اپنوں سے جنگ کرنی پڑے۔ 'يَلُوۡنَكُمۡ' کی قید اسی پہلو کو نمایاں کر رہی ہے۔ 'وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً'، یعنی اب وہ تمھارے طرز عمل سے یہ محسوس کر لیں کہ تمھارے اندر ان کے لیے موالات، دوستی اور محبت کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ گئی ہے، بلکہ جس طرح وہ من حیث القوم تمھارے اور تمھارے دین کے دشمن ہیں، اسی طرح تم بھی من حیث الجماعت ان کے اور ان کے دین کے دشمن بنو۔ اب تک وہ تمھارے دل میں اپنے لیے بڑا نرم گوشہ پاتے تھے، اس وجہ سے ان کو توقع تھی کہ وہ اپنے مقاصد کے لیے تم کو برابر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

استعمال کرتے رہیں گے۔ اب یہ حالت یک قلم ختم ہو جانی چاہیے۔'' (تدبر قرآن ۳/ ۶۶۳)

غامدی صاحب کا حاشیہ یہ ہے:

''آیت میں خطاب اگرچہ عام ہے، لیکن روے سخن اُنھی منافقین کی طرف ہے جو اپنی دوستیوں، رشتہ داریوں اور کاروباری تعلقات کے پیش نظر اُن لوگوں کے خلاف کسی اقدام کے لیے تیار نہیں تھے جن کے ساتھ اِس سورہ میں جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کو اُنھی سے لڑنا ہے جو اُس کے گردوپیش میں رہتے ہیں اور کسی نہ کسی لحاظ سے اُس کے اپنے ہیں۔ ایمان و اخلاص کا اصلی امتحان اسی سے ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ گوسالہ پرستی کے جرم کی پاداش میں جب بنی اسرائیل کے قتل عام کا حکم دیا گیا تھا تو اُس میں بھی یہی تقاضا کیا گیا تھا۔ آیت میں 'یَلُوْنَکُمْ' کی قید اسی پہلو کو نمایاں کر رہی ہے۔'' (البیان ۲/ ۴۰۳)

میرے فہم کی حد تک ان اقتباسات سے درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ یہ آیت سورہ کے اصل مضمون کا خلاصہ ہے۔

۲۔ سورہ کا اصل مضمون 'کفار' اور 'مشرکین' سے اعلان براءت اور اعلان جنگ ہے۔

۳۔ اس آیت میں اہل ایمان کو 'کفار' اور 'مشرکین' کے خلاف جنگ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ 'کفار' اور 'مشرکین' کے خلاف جنگ لڑنے کا یہ حکم عام ہے جو ایمان کا اظہار کرنے والے سب مسلمانوں کو ان کی عمومی حیثیت میں دیا گیا ہے، یعنی مومنین (سچے اہل ایمان) اور منافقین (جھوٹے اہل ایمان) کی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔

۵۔ تاہم، روے سخن یا کلام کا رخ منافقین (جھوٹے اہل ایمان) کی طرف ہے اور مقصود یہ نمایاں کرنا ہے کہ آیا وہ اس حکم کی تعمیل میں مومنین (سچے اہل ایمان) کے شانہ بشانہ کفار و مشرکین کے خلاف برسر جنگ ہوتے ہیں یا نہیں اور اس طرح ان کے دعویٰ ایمان کی قلعی کھولنا ہے۔

۶۔ روے سخن منافقین کی طرف ہونے کا قرینہ 'یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ' (تمھارے گردوپیش جو کفار ہیں) کے الفاظ ہیں۔ اسی سورہ کی آیات ۲۳۔۲۴ سے واضح ہے کہ ایمان لانے والوں کے گردوپیش میں کفار و مشرکین ان کے باپوں، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی صورت میں موجود تھے اور جنھیں منافقین (جھوٹے اہل ایمان) نے اللہ، اس کے رسول اور جہاد سے زیادہ عزیز بنا رکھا تھا۔

—— سید منظور الحسن

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org